حضرت مخدوم شاہ مینا

حیات اور تعلیمات

حسب فرمائش

پیرزادہ حضرت راشد علی مینائی

متولّی وسجادہ نشین: آستانہ حضرت مخدوم شاہ مینا، لکھنؤ

ترتیب

مولانا ضیاء الرحمٰن علیمی

شاہ صفی اکیڈمی
SHAH SAFI ACADEMY
A centre for research on Islamic studies and Sufism

Www.MadaariMedia.Com

MADAARI MEDIA

دم مدار بیڑا پار

The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح

سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں

سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات

سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جائیے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

حضرت مخدوم شاہ مینا

حیات اور تعلیمات

(ولادت: قبل ۸۰۰ھ / ۱۳۹۷ء-وصال: ۸۸۴ھ / ۱۴۷۹ء)

حسب فرمائش

پیرزادہ حضرت راشد علی مینائی

متولّی و سجادہ نشین: آستانہ حضرت مخدوم شاہ مینا، لکھنؤ

ترتیب

مولانا ضیاء الرحمٰن علیمی

استاذ: جامعہ عارفیہ، سید سراواں، کوشامبی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب: حضرت مخدوم شاہ مینا: حیات اور تعلیمات

ترتیب: ضیاءالرحمن علیمی

اشاعت اول: ۱۴۴۵ھ/۲۰۲۳ء

تعداد: ۵۰۰

ناشر: شاہ صفی اکیڈمی

قیمت: ۵۰

HAZRAT MAKHDUM SHAH MINA-HAYAT O TALIMAT

By: **Mohammad Ziyaur Rahman Alimi**

Published by: Shah Safi Academy, Khanqah-e-Arifia

Saiyid Sarawan, Kaushambi, Allahabad U.P.(India) 212213

Ph:931292295/9559451466/Email:shahsafiacademy@gmail.com

داعی اسلام حضرت شیخ ابوسعید شاہ احسان اللہ محمدی صفوی

منقبت در شان حضرت مخدوم شاہ میناؒ

چشم کرم خدارا مخدوم شاہ میناؒ
بندہ ہوں میں تمہارا مخدوم شاہ میناؒ

گرداب معصیت میں کشتی پھنسی ہوئی ہے
ملتا نہیں کنارا مخدوم شاہ میناؒ

مہر منیر تم ہو روشن ضمیر تم ہو
ایمان ہے ہمارا مخدوم شاہ میناؒ

کعبہ ہے عاشقوں کا قبلہ ہے واصلوں کا
یہ سنگ در تمہارا مخدوم شاہ میناؒ

روحانیت تمہاری بے شک مدد کو آئی
جب بھی تمہیں پکارا مخدوم شاہ میناؒ

سعد اور صفی کا صدقہ سارنگ ولی کا صدقہ
بنواز ایں گدا را مخدوم شاہ میناؒ

آقا سعیدؔ کا ہے مولیٰ سعیدؔ کا
سعدؔ اور صفیؔ کا پیارا مخدوم شاہ میناؔ ؒ

مخدوم شاہ مینا لکھنوی قدس سرہ

(قبل ۸۰۰ھ / ۱۳۹۷ء - ۸۸۴ھ / ۱۴۷۹ء)

تمہید

ہمارا ملک ہندوستان ہزاروں برس سے رشی منیوں اور صوفی سنتوں کا ملک رہا ہے، یہاں ہمیشہ سے اچھے اخلاق اور خوبصورت کردار والے لوگ پیدا ہوتے رہے جنہوں نے ہمیشہ اس مشن کو آگے بڑھایا کہ انسان کو اپنے خالق و مالک سے اپنا رشتہ خوب صورت بنانا چاہیے، اسی کی پوجا کرنی چاہیے اور اسی کی مرضی کے آگے سر جھکانا چاہیے، اسی طرح اس مالک نے جن چیزوں کو بنایا ہے، چاہے وہ انسان ہوں یا جانور، درخت اور پودے ہوں یا دوسری چیزیں، ان سب سے انسانوں کا تعلق اچھا ہونا چاہیے، ایک انسان نہ دوسرے انسان پر ظلم کرے اور نہ جانور پر بلکہ سب کے ساتھ ایک مالک کی مخلوق جان کر اچھا برتاؤ کرے اور دنیا کی دیگر چیزوں کا بھی غلط استعمال نہ کرے بلکہ اسے خالق و مالک کے حکم کے مطابق ہی استعمال کرے۔

ایسے صوفی سنت ہندوستان کے ہر کونے میں موجود رہے ہیں اور ہمیشہ سے وہ سماج میں نور برساتے رہے ہیں، لیکن خاص طور سے صوبہ اتر پردیش کی راجدھانی لکھنؤ اس معاملے میں بڑی خوش قسمت رہی ہے کہ یہاں ہمیشہ سے ہی اخلاقی و روحانی تربیت کرنے والے مہاپرش پائے گئے اور انہوں نے یہاں کی مٹی کو خوشبودار بنایا، انہی مہا پرشوں اور صوفی سنتوں میں ایک صوفی قطب اودھ حضرت مخدوم شاہ مینا

قدس سرہ کی ہے، خطۂ اودھ بالخصوص لکھنؤ نے ہر عہد میں آپ کی برکتوں سے فیض اٹھایا اور آج بھی اس خطے اور شہر پر آپ کا فیضان جاری و ساری ہے۔

نام و لقب

کاشفِ حقائقِ طریقت، واقفِ دقائقِ حقیقت، شہبازِ اوجِ قدس، عندلیبِ گلشنِ انس، شمعِ ایوان تحقیق، نخلِ بوستانِ تصدیق، خلاصۂ اولیا، زبدۂ اتقیا، محرمِ اسرارِ ربانی، مظہرِ انوارِ یزدانی، مملکتِ عرفان کے شہریار، مسلک معرفت کے شہسوار، صاحبانِ صفا کے سردار، فقرا کی آنکھوں کے نور، طالبان مولی کے آقا، عارف حق اور دونوں عالم کے دستگیر، دریائے سخاوت کے درّ یکتا، آسمان فضل و کمال کے آفتاب، وارث انبیا، قائد اولیا، رہبر راہ یقین، بادشاہ خلق، سرور دین، گل باغِ رشد و ارشاد، سروِ بوستانِ معارف، مصدر فیض ابدی و مخزن اسرار سرمدی، منبع تجلیات و معدن انوار شاہِ ولایتِ اودھ قطب العالم شیخ محمد بن قطب معروف بہ مخدوم شاہ مینا لکھنوی قَدَّسَ اللهُ سِرَّہ۔

خاندانی احوال

آپ کا سلسلۂ نسب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد محترم کے دو لڑکے تھے، ایک شیخ احمد اور دوسرے آپ خود تھے، آپ نے شادی نہیں کی جب آپ کے بھائی شیخ احمد نے نکاح کیا اور دو بیٹے ہوئے، ایک شیخ قطب الدین اور دوسرے شیخ فرید، شیخ قطب الدین کو مخدوم شاہ مینا قدس سرہ نے اپنا بیٹا بنالیا تھا، وہ آپ کے خلیفہ و جانشین ہوئے اور شیخ قطب الدین کی اولاد ہی اس وقت آستانۂ مبارک کی خدمت انجام دے رہی ہے[1]

---

[1] تحفۃ السعدا، ص:۱۷

ولادت

آپ کا عرفی نام "مینا" حاجی الحرمین مخدوم شیخ قوام الدین نے رکھا۔[1] آپ کی ولادت کی تاریخ معلوم نہیں، لیکن تاریخ نویسوں نے حاجی الحرمین مخدوم شیخ قوام الدین عباسی کی تاریخ وصال ۸۰۶ھ لکھی ہے، ساتھ ہی یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ آپ دس سال تک تقریباً مخدوم شیخ قوام الدین کی تربیت میں رہے، اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی ولادت ۸۰۰ھ سے چند سال پہلے ہوئی ہو گی۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے احوال میں لکھتے ہیں:

> آپ دیارِ لکھنؤ کے صاحبِ ولایت ہیں، بچپن ہی سے حضرت شیخ قوام الدین کے سایۂ تربیت و عنایت میں رہے۔ ان کے وصال کے بعد مخدوم شیخ سارنگ کے مرید ہوئے[2]

بزرگانہ بچپن

آپ مادر زاد ولی تھے، چنانچہ مشہور ہے کہ شیر خوارگی کے زمانے میں ماہ رمضان میں آپ دن میں دودھ نہیں پیتے تھے، ایسے ہی اگر آپ کی والدہ بے وضو ہوتیں تب بھی کبھی بھی والدہ کا دودھ نہیں پیتے۔ رات میں آپ کی والدہ آپ کو اپنے بغل میں سلا دیتیں، رات میں وہ جب بھی بیدار ہوتیں تو آپ کو پلنگ کے نیچے سجدہ کی حالت میں پاتیں۔ کہتے ہیں کہ آپ کی ولادت سے قبل حضرت مخدوم شیخ قوام الدین قدس سرہ جو آپ کے چچا بھی تھے، نے بشارت دی کہ میرے بھائی قطب الدین کے گھر میں ایک لڑکے کی ولادت ہو گی جو ہمارے خاندان کا چراغ ہو گا، اس سے ہمارے خانوادے کا نام روشن ہو گا، جب آپ کی ولادت کی

---

[1] ملفوظات مخدوم شاہ مینا، ص:۳۰؛ فوائد سعدیہ، ص:۸

[2] اخبار الاخیار، ص:۳۱۲

خبر حضرت شیخ قوام الدین کے کانوں تک پہنچی تو آپ نے ہندی زبان میں فرمایا ”آؤ مورے مینا“ اسی وجہ سے آپ کی عرفیت ”مینا“ ہوئی۔

جب آپ دو تین سال کے ہوئے تو والد ماجد سے فرمایا کہ یہ پرندے جو اڑ رہے ہیں، مجھے دے دیجیے۔ آپ کے والد ان پرندوں سے فرماتے: اے پرندو! تم کو مینا بلا رہے ہیں، وہ آکر آپ کے سامنے بیٹھ جاتے اور جب تک آپ اجازت نہ دیتے ان کے اندر اڑنے کی طاقت نہ ہوتی[۱]۔

تعلیم وتربیت

بچپن سے ہی آثار ولایت نمایاں تھے، پانچ سال کی عمر میں جب مکتب پہنچے تو استاذ نے کہا: بولو: الف، تو آپ نے فرمایا: الف، جب معلم نے کہا: بے، آپ نے فرمایا: ”دوجا کے؟“ (دوسرا کون؟) اس کے بعد آپ نے لفظ ”الف“ کے بارے میں ایسے حقائق ومعارف بیان فرمائے کہ آپ کے استاذ اور دیگر حاضرین بے خود ہوگئے۔ چوں کہ استاذ کو یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ یہ بچہ پیدائشی ولی ہے، اس لیے وہ آپ کی تعلیم کے سلسلے میں زیادہ کوشش نہیں کرتے اور مکتب میں آپ کی آمد کو ہی اپنے لیے بڑی نعمت سمجھتے۔ آپ جب مکتب پہنچ جاتے تو اس وقت سے مستقل آنکھیں بند کیے ذکر میں مشغول رہتے۔ چھٹی کے وقت دیگر بچوں کے شور سے آپ کو ہوش آتا اور پھر استاذ کو سلام عرض کر کے گھر چلے جاتے[۲]۔

دس سال تک آپ حاجی الحرمین حضرت خواجہ قوام الدین کے سایۂ تربیت میں رہے، اس کے بعد حضرت سید راجو قتال بخاری کے بعض خادموں سے تلقین ذکر حاصل کی۔ شیخ اعظم ثانی جو اپنے وقت کے مشہور عالم دین تھے، ان

---

[۱] فوائد سعدیہ، ص:۹،۸

[۲] فوائد سعدیہ، ص:۹،۸

سے درس کے دوران فقہ کی مشہور کتاب شرح وقایہ کی عبارتوں میں ایسے نکات بیان فرمائے کہ شیخ اعظم اپنے تمام فضل وکمال کے باوجود انتہائی ادب کے ساتھ ان کے سامنے بیٹھے رہے اور ہر مسئلہ میں نئے نکات حاصل کیے۔ عبادات کی بحث مکمل ہونے کے بعد مخدوم شاہ مینا قدس سرہ نے فرمایا کہ میں راہ دنیا کا مسافر نہیں بلکہ قرب الٰہی کا حصول میری منزل ہے، اس لیے معاملات کی بحث سے مجھے کوئی سروکار نہیں۔ البتہ آپ نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کی عوارف المعارف پوری پڑھی، نتیجہ یہ نکلا کہ کم وقت میں آپ اس مقام پر فائز ہوگئے کہ بڑے بڑے علما علوم عقلیہ ونقلیہ کے اکثر مقامات کی تحقیق آپ سے کراتے[1]۔

قطبیت کا اعلان

یوں تو بچپن سے ہی آپ کی ولایت کے آثار ظاہر تھے اور آپ کے اساتذہ بھی اس بات کو اچھی طرح سمجھ گئے تھے لیکن جب آپ کی عمر بارہ سال کی ہوئی تو قطبیت کے مقام پر فائز ہوگئے۔ آپ کی قطبیت کا اعلان حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ کے مرید قاضی شہاب الدین آتش پرکالہ ساکن چتلائی نے کیا۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ قاضی شہاب الدین اپنے پیر کی قدم بوسی کی نیت سے مکن پور نکلے، جب لکھنؤ پہنچے تو اکثر لوگ اپنی پریشانیاں لے کر ان کی خدمت میں آئے۔ قاضی صاحب نے ان سب کی پریشانیوں کو لکھ لیا اور روانہ ہوگئے۔ چلتے وقت ان تمام کی درخواستوں کو اپنے پیر کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ان حاجت مندوں سے کہیں کہ وہ لوگ شیخ مینا کی بارگاہ میں

---

[1] تذکرہ مینائیہ، ص:۵۷

جائیں، کیوں کہ اب قطبیت ان کے حوالے ہو گئی ہے۔ اس وقت ان کی عمر بہت کم ہے، بارہ یا تیرہ سال کے ہیں۔ انہوں نے آپ کا پورا حلیہ بیان کر دیا اور بولے: ان کو معلوم ہے کہ وہ قطب ہیں لیکن وہاں کے لوگ اس بات سے ناواقف ہیں۔ تم جاکر میری طرف سے ان کو سلام پیش کرنا اور حاجت مندوں کی سفارش کرنا۔ ایک اونی مصلّٰی ان کو دیا کہ اسے میری طرف سے ان کی خدمت میں نذر کر دینا۔ چنانچہ وہ مصلّٰی ابھی بھی حضرت مخدوم شیخ الہدیہ کی اولاد میں موجود ہے۔

قاضی شہاب الدین صاحب وہاں سے روانہ ہوئے، واپس لکھنؤ پہنچے، حاجت مندوں کو اپنے ساتھ لے کر قطب العالم حضرت مخدوم شاہ مینا کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ کی طرف سے آپ کی خدمت میں سلام پیش کیا اور مصلّٰی ہدیہ کیا۔ حضرت قطب العالم مخدوم شاہ مینا نے سب کو تعویذ دیا اور ان کے لیے دعا کی۔ صرف ایک شخص رہ گیا، اس نے اپنے لڑکے کی بیماری سے شفا کے لیے درخواست کی تھی، وہ اسی طرح کھڑا رہا، تھوڑی دیر بعد جب اس نے پھر عرضی لگائی تو فرمایا: بابا جاؤ صبر کرو، تمہارے لڑکے کی شفایابی کے لیے بارگاہ الٰہی میں بہت دعا کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا اور حکم الٰہی آیا ہے کہ اس کی عمر اتنی ہی ہے اور پھر آپ نے ایک دوہا پڑھا جس کا فارسی مفہوم یہ ہے:

رسن گسستہ ز بالا نمی توانم بست
کہ دوست دشمنی انگیخت دوستی بشکست

ترجمہ: اوپر سے کاٹی ہوئی رسی کو میں جوڑ نہیں سکتا، کیوں کہ دوست نے دشمنی کا اظہار کیا اور دوستی توڑ دی۔[1]

---

(۱) فوائد سعدیہ، ص: ۸ تا ۱۲

ریاضت و مجاہدہ

آپ کی روحانیت یوں ہی مسلسل ترقی کرتی رہی یہاں تک کہ آپ پندرہ سال کی عمر میں حضرت مخدوم شیخ سارنگ قدس سرہ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے اور حق تعالی کی طرف سے عطا کی ہوئی ولایت کے باوجود آپ نے ایسی مشقت سے بھری ریاضتیں کیں جو توفیق الہی کے بغیر انسان کے بس کے باہر کی معلوم ہوتی ہیں۔ حضرت مخدوم شیخ سعد قدس سرہ لکھتے ہیں:

''اگر جاڑے کی راتوں میں پیر دستگیر قطب العالم مخدوم شاہ مینا قدس سرہٗ پر نیند کا غلبہ ہوتا تو کبھی اپنے کپڑے کو اور کبھی اپنی کلاہ کو ٹھنڈے پانی میں بھگو کر پہنتے اور حضرت شاہ قوام الدین کی خانقاہ کے صحن میں جا کر بیٹھتے یہاں تک کہ سردی کی شدت اور ٹھنڈی ہواؤں کی وجہ سے آپ کی نیند ختم ہو جاتی اور پھر پوری رات ذکر الہی میں لگے رہتے۔ بعض اوقات وضو کے لیے پانی گرم کرتے، اگر آگ کی گرمی سے نفس کو تھوڑا سکون ملتا یا اس کے اندر سستی پیدا ہوتی تو فوراً ہی اٹھ جاتے، گرم پانی چھوڑ کر رات میں ہی ٹھنڈے پانی سے غسل واجب نہ ہونے کے باوجود غسل فرماتے اور کئی کئی راتیں صلاۃ معکوس میں مشغول رہتے۔ کبھی زمین پر کنکڑیاں بچھا کر بیٹھ جاتے اوراذکار و اشغال میں لگے رہتے یہاں تک کہ اگر نیند کا غلبہ ہوتا تو اسی پر لیٹ جاتے اور پھر اس خوف سے اٹھ جاتے کہ کیا پتا کنکڑیوں پر ہی نیند آ جائے، کبھی کبھی کئی کئی راتیں اونچی دیوار پر بیٹھتے تا کہ گرنے کے خوف سے نیند دور ہو جائے۔ اکثر روزے رکھتے، چلے میں بیٹھتے، جب چلہ مکمل ہونے کے

قریب ہوتا اور کوئی دوست یا مسافر آپ سے کھانے کے لیے اصرار کرتا تو اس کی دل جوئی کے لیے آپ روزہ توڑ دیتے اور اس کو یہ نہ بتاتے کہ میں روزے سے ہوں، اس لیے کہ آپ کا مقصد شہرت حاصل کرنا نہیں تھا، اس کے بعد آپ پھر سے نیا چلہ شروع کر دیتے اور اسی طرح زمانے تک یہ سلسلہ چلتا رہتا لیکن آپ چلہ مکمل ہونے کی پرواہ نہ کرتے تاکہ نفس اس کی وجہ سے مغرور و متکبر نہ ہو۔ اکثر اوقات کھڑاؤں پہنتے، اپنے پیر کی زیارت کے لیے پیدل گیارہ- بارہ کوس (۳۵-۳۶ کلومیٹر) چل کر جاتے اور اس طریقے سے نفس کو مشقت و تکلیف میں ڈالتے۔ اس طرح سے آپ خود کامل ہوئے، نور حقیقت تک رسائی ہوئی اور دوسروں کو مقام کمال تک پہنچانے کے اہل ہوئے۔

مرداں بہ سعی و رنج بجائے رسیدہ اند
تو بے خبر کجا رسی از نفس پروری

(لوگ تکلیف و مشقت اٹھا کر اور مجاہدہ و ریاضت کے ذریعے کسی مقام تک پہنچے ہیں، تم بے خبر انسان نفس پروری کرتے ہوئے کسی مقام تک کیسے پہنچو گے؟[1]

حلم و بردباری

آپ لوگوں پر بڑے مہربان اور رحمت و شفقت کا پیکر تھے، لوگوں کی سخت و سست باتوں کو ہنستے مسکراتے برداشت کر لیتے، آپ کے عفو و کرم اور حلم و بردباری کے قصے مشہور و معروف ہیں۔ چنانچہ ایک روز شراب کے نشے میں ڈوبا

[1] مجمع السلوک: ۱/ ۲۳۸

ہوا ایک حجام آپ کو گالی دینے لگا، آپ نے اس کو کچھ دے کر مکمل نرمی اور مہربانی کے ساتھ واپس کیا۔

اگر کسی شخص سے آپ کو کوئی تکلیف پہنچتی تو معاف فرمادیتے اور مکمل خندہ پیشانی کے ساتھ اس کو دعادیتے اور یہ اشعار اپنی زبان سے پڑھتے:

ہر کہ مارا یار نبود ایزد اورا یار باد
ہر کہ ما را رنج دادہ راحتش بسیار باد
ہر کہ اندر راہ ما خارے نہد از دشمنی
ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بے خار باد

(جو میرا دوست نہ ہو حق تعالیٰ اس کا یار و مددگار ہو، جس نے مجھ کو تکلیف پہنچائی اس کو بہت راحت وسکون ملے۔

جو میرے راستے میں دشمنی کی وجہ سے کانٹے بچھائے اس کے باغ زندگی میں جو پھول کھلے اس میں کانٹے نہ آئیں[1]

تواضع وانکساری

قطب اودھ حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی فرماتے ہیں:

قطب العالم مخدوم شیخ قوام الدین ایک روز سماع سن رہے تھے اور خزانۂ معرفت کے معانی کی گہرائی میں کھوئے ہوئے تھے۔ حاضرین میں سے ایک پر گریہ طاری تھا، جس سے اس کی شکستہ دلی اور شکستہ حالی ظاہر ہو رہی تھی۔ حضرت مخدوم نے جو رئیس درویشاں اور محتسب عارفاں تھے، اس شخص کا حال دریافت کیا کہ اے عزیز! اس سے تم

---

[1] فوائد سعدیہ، ص:۱۱

نے کیا سمجھا اور تم پر یہ حال کیوں ظاہر ہوا؟ اس بے چارے نے جواب دیا: اے شیخ محترم! صوفیہ کے حال ومقام کی مجھے ذرہ برابر خبر نہیں، میں خود کو صاحبان حال میں شمار نہیں کرتا، لیکن میرے دل میں ایک خطرہ گزرا اور اسی پر میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے کہ مولیٰ! تو پاک ہے، ہمارے وجود سے پہلے ایسی کیا بات ہوئی کہ تو نے مجھے گنہگاروں کی صف میں شامل کر دیا اور حضرت مخدوم کے وجود سے پہلے ایسی کیا بات ہوئی کہ ان کو عارف کامل بنایا اور تخت معرفت پر بٹھا دیا؟ حضرت مخدوم جو ابھی تک سکون واطمینان کی حالت میں تھے، اس بات کو سنتے ہی آپ کے ذوق وشوق میں اضافہ ہو گیا، آپ نے اس بے چارے سے بڑی شفقت کا مظاہرہ کیا، بغل گیر ہو کر زار و قطار رونے لگے اور بار بار اپنی زبان مبارک سے فرمانے لگے کہ حقیقی ذوق تجھ کو حاصل ہوا ہے کسی اور کو نہیں اور قوام الدین کو تیرے صدقے میں ذوق حاصل ہوا ہے اور دیر تک اس آیت کریمہ کی تکرار کرتے رہے: ﴿وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ﴾ (الاعراف:۴۳) (اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہرگز ہمیں ہدایت نہ ملتی۔) اس کی وجہ سے حاضرین مجلس پر بھی بڑی کیفیت طاری رہی۔"[۱]

ایثار

حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ نے اپنے ابتدائی دور میں بڑی فاقہ کشی کی، تنگ دستی دیکھی لیکن کبھی بھی لوگوں کی خدمت سے پیچھے نہیں رہے بلکہ ہمیشہ

---

(۱) مجمع السلوک، ج:۱ص:۱۲۸-۱۲۷

حاجی الحرمین مخدوم قوام الدین قدس سرہ کے مزار پر آنے والے مسافروں کی خدمت بڑھ چڑھ کر کرتے۔

حضرت مخدوم شیخ سعد قدس سرہ نے مجمع السلوک میں نقل کیا ہے کہ:

"پیر دست گیر قطب عالم مخدوم شاہ مینا قدس سرہ فرماتے تھے کہ میں جس زمانے میں حضرت مخدوم قوام الدین قدس سرہ کے روضے پر مقیم تھا، مجھے ظاہری پریشانیاں بہت زیادہ ہوتی تھیں، بعض اوقات ایسا ہوتا کہ مسافر آجاتے، کھانا تھوڑا ہوتا، میں کھانا سامنے لے کر آتا، چراغ درست کرنے کے بہانے چراغ بجھا دیا کرتا اور اندھیرے میں کھانے میں مشغول ہوتا، میں بھی کھانے میں ہاتھ ڈالتا۔ البتہ! کھانا نہیں کھاتا تھا تاکہ آنے والے سیر ہو کر کھا سکیں۔ ان کے ساتھ ہاتھ لگا کر شریک رہنے میں حکمت یہ ہوتی کہ وہ لوگ یہ سمجھیں کہ میں بھی ان کے ساتھ کھا رہا ہوں، جب کہ میں ان کے ساتھ کھانا نہیں کھاتا اور بھوکا ہی رہ جاتا۔

پیر دست گیر نے یہ بھی فرمایا کہ ایک روز خواجہ قوام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر چند مہمان آگئے، والدہ محترمہ اس وقت باحیات تھیں، میں نے جاکر عرض کیا کہ چند مہمان آگئے ہیں، ان کے لیے کچھ کھانا چاہیے، والدہ نے کہا: کھانا مل جائے گا، جاؤ اور اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ۔ جب رات بہت زیادہ گزر گئی اور گھر سے کچھ نہیں آیا تو میں کھانے کی تلاش میں گیا۔ دیکھا کہ والدہ تھوڑا سا آٹا گوندھ رہی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ جب آٹا اتنا ہی تھا تو اس قدر تاخیر کیوں ہوئی؟

والدہ نے فرمایا: بیٹے! آٹا اتنا ہی تھا اور کوئی دوسری صورت بھی نہیں تھی اور تمہاری بہن کے سب بچے بیدار تھے، میں ان کو بہلاتی رہی یہاں تک کہ وہ سوگئے، اس کے بعد میں نے آٹا گوندھا ہے، اگر ان کے سامنے گوندھتی اور پکاتی تو یہ اپنا حصہ لے لیتے اور مہمانوں کے لیے اتنا تھوڑا کھانا کافی نہیں ہوتا، پکانے میں تاخیر اسی لیے ہوئی۔ جب کھانا تیار ہوگیا تو میں کھانا لے کر آیا اور مہمانوں کو کھلا دیا، البتہ! بچوں کے بھوکے رہنے کی وجہ سے دل بہت رنجیدہ ہوا۔

حضرت قطب عالم بارہا فرماتے تھے کہ ان دنوں مجھ کو جو کشادہ دستی حاصل ہے، میرا گمان ہے کہ یہ اسی رات کا صدقہ ہے اور فقر کی یہ روشنی والدہ کی خدمت کی بدولت ہے۔"[1]۔

طرز زندگی

حضرت مخدوم شیخ سعد الدین قدس سرہٗ آپ کے طرز زندگی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت قطب عالم مخدوم شاہ مینا قدس سرہٗ کی صحبت میں بیس سال رہا، کبھی بھی پاؤں پھیلا کر یا پاؤں کھڑا کر کے بیٹھا ہوا نہیں پایا، آپ ہمیشہ قبلہ رو ہو کر نماز کی طرح بیٹھتے، کبھی بھی سمت قبلہ سے ہٹ کر نہ جوتیاں رکھتے اور نہ ہی اتارتے، ہمیشہ جوتیاں قبلہ رو رکھتے تھے، اسی سمت اتارتے اور اسی سمت سے پہنتے۔ اسی طرح آپ نے اپنے لیے کبھی کوئی خاص کھانا اپنی طلب سے نہیں کھایا اور نہ اپنی خواہش سے

---

[1] مجمع السلوک: ۲/ ۳۵۶،۳۵۵

کوئی کپڑا سلوایا۔ آپ فرماتے کہ جو صوفی اپنی خواہش سے کھانا پینا کھاتا ہے یا اپنی پسند کا کپڑا پہنتا ہے وہ ہرگز ہرگز صوفی نہیں ہے، بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کا رہزن ہے۔ ایسے ہی آپ کو مرغن غذاؤں سے سخت نفرت تھی، آپ کو خشک کھانوں کی ایسی عادت پڑی ہوئی تھی کہ اگر کبھی روغن کی یا کسی دوسرے چربی دار کھانے کی بو آپ تک پہنچ جاتی تو آپ برداشت نہیں کرپاتے اور بیزاری کا اظہار فرماتے۔

آپ کا یہ بھی معمول تھا کہ باوضو ہونے کے باوجود ایک دو گھنٹے کے بعد تازہ وضو کرتے اور دو رکعت تحیت الوضو ادا کرتے۔ وضو سے فارغ ہونے کے بعد دوسرے وضو کی نیت سے برتن میں پانی بھر کر رکھ دیتے اور فرماتے کہ شیطان جب اس حالت کو دیکھتا ہے تو اس کو کوفت ہوتی ہے۔ یہ پانی جب تک برتن میں رہتا ہے، تسبیح میں لگا رہتا ہے اور متعلقہ شخص کے نام سے وضو کا ثواب لکھا جاتا ہے، تازہ وضو ظاہری قساوت اور ظلمتوں کو دور کر دیتا ہے اور دل میں تازہ نور داخل کر دیتا ہے۔ کھانا تناول کرتے وقت اور کھانے سے فارغ ہو کر پھر سے وضو کرتے اور فرماتے کہ جو کھانا باوضو ہو کر کھایا جاتا ہے وہ کھانا باطن میں تسبیح میں مشغول ہوتا ہے اور کھانے کے بعد کی گرانی کو دور کر دیتا ہے اور نور میں اضافہ کرتا ہے اور اگر باوضو ہوتے تو باضو ہونے کے باوجود کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد تجدید وضو فرماتے۔

آپ نے نہ کبھی بے وضو گفتگو فرمائی اور نہ کبھی بے وضو سوئے، جب

سو جاتے تو کبھی بھی وضو اور دو رکعت نماز ادا کیے بغیر کروٹ نہ بدلتے، نیند سے بیدار ہوتے ہی تیمم فرماتے، اس کے بعد وضو کی تیاری کرتے اور فرماتے کہ انسان کی تخلیق کی اصل پانی اور مٹی ہے ان ہی دونوں چیزوں سے طلب دنیا کی آگ بجھائی جائے گی، بہت امید ہے کہ آخرت کی آگ بھی اسی سے بجھ جائے۔"[۱]

مرشد سے گہری محبت

آپ کے مرشد گرامی حضرت مخدوم شیخ سارنگ نے آپ کو ایک بار کسی شہر کی جانب کسی اہم کام کے لیے بھیجا، آپ وہاں گئے اور اس کام کو انجام دینے کے بعد لوٹ کر حضرت کی خدمت میں پہنچے تو حضرت مخدوم نے فرمایا: وہاں ایک بزرگ تھے، ان سے تم نے ملاقات کی؟ آپ نے عرض کیا: نہیں! شیخ نے فرمایا: جس شہر میں جاؤ اگر وہاں کوئی درویش ہو تو ان سے ملاقات کرنا چاہیے۔ یہ سنتے ہی بے اختیار آپ کی زبان مبارک پر یہ شعر جاری ہو گیا:

ہمہ شہر پر زِ خوباں منم و خیال ماہے
چہ کنم کہ چشم بدخو نکند بہ کس نگاہے

(ترجمہ: پورا شہر حسینوں سے بھرا ہے لیکن میں اپنے محبوب کے ہی خیال میں مگن ہوں، کیا کروں کہ میری عیب دار نگاہ کسی کی جانب اٹھتی ہی نہیں)

میرے لیے اپنے شیخ کی محبت ہی کافی ہے، اب میں دوسروں سے محبت نہیں کر سکتا۔ تب شیخ نے آپ کو خلافت سے نواز کر رخصت کیا کہ اپنے مقام پر جا کر مشغول ہو جاؤ۔[۲]

---

[۱] مجمع السلوک، ج:۱، ص:۳۷۴، ۴۷۵

[۲] فوائد سعدیہ، ص:۱۱

طریقۂ بیعت

حضرت مخدوم شیخ سعد خیر ابادی قدس سرہ آپ کے طریقۂ بیعت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”پیر دست گیر قطب عالم حضرت مخدوم شیخ میناقدس سرہٗ کو کلاہ عطا کرنے اور خرقہ پہنانے کی اجازت خانوادۂ چشت اور خانوادۂ سہر ورد، دونوں سے تھی، حضرت شیخ صدرالدین راجو قتّال بخاری قدس اللہ سرہ نے اس فقیر کے شیخ کے شیخ حاجی الحرمین حضرت مخدوم شیخ سارنگ قدس سرہ کو جو مثال اوراجازت نامہ بھیجا تھا اس میں یہ لکھا تھا: وَیُلْبِسُ خِرْقَةَ مَشَایِخِ الجِشْتِ وَالسُّھَرْوَرْدِ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ وہ چشتی اور سہر وردی مشائخ کا خرقہ پہنائیں۔ البتہ قطب عالم حضرت مخدوم شاہ مینا اکثر چشتی کلاہ عطافرماتے تھے، اگر کوئی شخص بضد ہوتا اور سہر وردی کلاہ طلب کرتا تو آپ سہر وردی کلاہ بھی عطا فرمادیتے۔ سہر وردی کلاہ عطافرماتے وقت تُکْمہ[1] ختم کر دیتے اور فرماتے کہ سہر وردی اور چشتی کلاہ کے مابین فرق یہی ہے۔ اگر کوئی ارادت کی غرض سے آتا اور اس کے بال ہوتے تو خادم اس کے بالوں میں مانگ نکال کر آگے بٹھا دیتا، حضرت مخدوم فرماتے: تم نے اپنے اس برادر دینی کو اپنی دینی برادری میں قبول کیا؟ وہ مرید کہتا میں نے قبول کیا۔ اس کے بعد آپ فرماتے: دونوں بھائی توبہ کریں اور پھر یہ دعائے استغفار پڑھیں: أَسْتَغْفِرُ اللہَ الَّذِیْ لَاإِلٰهَ إِلَّاھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَیْهِ۔ یہ دعا تین بار آپ خود بھی پڑھتے اور اس مرید سے بھی پڑھواتے۔ اس کے بعد اس مرید کے

(۱) گھنڈی، چہار ترکی چشتی کلاہ میں اوپر کی جانب ہوتا ہے۔

سر پر ، اگرچہ وہ محلوق ہوتا، قینچی چلاتے، پہلے اس کی پیشانی کے بال کاٹتے، اس کے بعد دائیں اور بائیں طرف کے بال کاٹتے۔

قینچی چلاتے وقت یہ دعا پڑھتے: اللّٰھُمَّ قَصِّرْ أَمَلَه وَاحْفَظْه عَنِ المَعَاصِی (یااللہ! اس کی آرزوؤں کو کم کردے اور اس کو گناہوں سے محفوظ رکھ۔)

قینچی چلانے کے بعد یہ دعا پڑھتے: اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍوَبَارِکْ وَسَلِّمْ، اللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰی التَّوبَةِ وَاحْفَظْنَا عَنِ المَعَاصِی ،الحِفْظُ مِنْکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ ﷺ وَأَھْلِ بَیْتِه (یااللہ! محمد اور آل محمد پر صلوات وبرکات نازل فرمااور سلامتی نازل فرما، یااللہ! ہم کو توبہ پر ثابت قدم فرما، ہم کو معصیت سے محفوظ رکھ، حفاظت تیری ہی جانب سے ہے، ہماری اس دعا کو محمد ﷺ اور آپ کے اہل بیت کے وسیلے سے قبول فرما)

کلاہ پہناتے وقت یہ دعا پڑھتے :إِلٰھِیْ تَوَّجْه بِتَاجِ الکَرَامَةِ وَالسَّعَادَةِ، وَاحْفَظْه عَنِ المَعَاصِی، وَثَبِّتْه عَلٰی دِیْنِ الإِسْلَامِ (اے میرے معبود !تو اسے تاج کرامت وسعادت عطافرما، اسے گناہوں سے محفوظ فرمااور اس کو دین اسلام پر ثابت قدم فرما!)

بعض کے منھ میں اپنے مبارک ہاتھوں سے شیرینی کھلاتے اور یہ دعاپڑھتے :اللّٰھُمَّ ارْزُقْهُ حَلَاوَةَ الإِیْمَانِ بِرَحْمَتِکَ یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (یااللہ! اپنی رحمت کے صدقے اسے ایمان کی حلاوت عطافرما، اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم فرمانے والے!)

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ قینچی چلاناحضرت علی کی سنت ہے۔ دراصل یہ حضرت شیث علیہ السلام کی وراثت اور ان کی سنت ہے[1]۔

---

[1] مجمع السلوک، ۲/ ۱۶۲،۱۶۱

کرامات

حضرت مخدوم شیخ سعد قدس سرہ نے **مجمع السلوک** میں ذکر کیا ہے کہ حضرت قطب عالم مخدوم شاہ مینا کی کرامات کے واقعات بہت ہیں۔ آپ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ کرامت کے جو واقعات صرف آپ کے ساتھ پیش آئے ہیں ان سب کو اس کتاب میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے، آپ کے مریدوں اور دوسرے لوگوں سے سنے ہوئے واقعات تو الگ ہیں۔ (۱)

ڈوبنے سے بچایا

حضرت مخدوم شیخ سعد قدس سرہ ایک مقام پر آپ کی ایک کرامت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ایک روز والدین کی قدم بوسی اور رشتہ داروں سے ملاقات کے لیے حضرت قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے رخصت ہو کر اپنے وطن "انام" (اُناؤ) کے لیے روانہ ہوا۔ بارش کا زمانہ تھا۔ جب قصبہ موہان کے قریب پہنچا تو پانی بہت زیادہ برسا اور خوف ناک سیلاب کی شکل میں بہنے لگا۔ میں نے چاہا کہ گھوڑے پر سوار گزر جاؤں۔ چند قدم ہی بڑھا تھا کہ گھوڑے سے گر گیا اور ڈوبنے لگا۔ فوراً پیر دست گیر قطب عالم کو یاد کیا اور ان کو حق تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا۔ میں نے دیکھا کہ پیر دست گیر حاضر ہوئے اور انھوں نے مجھ کو پکڑ کر پانی سے باہر کر دیا اور پھر مجھے روانہ کر دیا۔ (۲)

---

(۱) ۲/۵۴۱
(۲) ایضا

بخار سے شفایابی

آپ کی ایک اور کرامت نقل کرتے ہوئے مخدوم شیخ سعد فرماتے ہیں:
اس فقیر کو رمضان شریف کے مہینے میں شدید بخار تھا، چند روز کا فاقہ کیا تھا، بخار غالب تھا، ۱۸؍ رمضان کو میری حالت بہت زیادہ خراب ہو گئی، نہ زمین پر آرام ملتا اور نہ چار پائی پر چین حاصل ہوتا، کبھی زمین پر لیٹتا تو کبھی چار پائی پر چلا آتا، یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ حضرت قطب عالم کی بارگاہ میں ایک شخص کے ذریعے اپنی پریشانی کہلوا بھیجی۔ حضرت قطب عالم اس وقت حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے کھانے کے انتظام میں مصروف تھے۔ مجلس میں ایک سیر کی مقدار میں چند روٹیاں روغن اور شکر میں خوب تر کر کے آئی ہوئی تھیں۔ آپ نے انہی روٹیوں میں سے ایک روٹی میرے پاس یہ کہہ کر بھیج دی کہ میں پوری روٹی کھالوں اور کچھ بھی نہ چھوڑوں۔ چند روز سے میرا فاقہ تھا۔ بخار کا غلبہ تھا۔ برا حال تھا۔ کھانے کی بالکل رغبت نہیں تھی، لیکن آپ کے حکم اور آپ سے عقیدت کی وجہ سے تھوڑی دیر میں جبر کر کے میں نے کھالیا۔ جیسے ہی کھانے سے فارغ ہوا فوراً نیند آ گئی۔ ابھی نیند میں ہی تھا کہ حضرت قطب عالم نے سماع کا آغاز فرما دیا۔ میں بیدار ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ شدید بخار اب غائب ہو چکا ہے، اٹھ کر وضو کیا اور مجلس سماع میں حاضر ہوا۔ صوفیہ کرام سماع سننے میں مصروف تھے۔ میں کھڑا تھا۔ یہاں تک کہ قوالوں نے یہ شعر پڑھنا شروع کیا:

رفتم بہ کلیسائے ترسا و جہود   ترسا و جہود را ہمہ رخ بتو بود

(میں عیسائیوں اور یہودیوں کے عبادت خانوں میں گیا تو میں نے

دیکھا کہ وہ بھی تیری ہی طرف متوجہ ہیں)
اس شعر سے مجھ کو ذوق حاصل ہوا اور میں بھی جا کر سماع سننے لگا۔ حضرت قطب عالم کو میری کمزوری کا خیال آیا تو مجھ کو اپنے حجرے میں لے گئے اور سکون عطا فرمایا۔ سماع سے فارغ ہو کر اپنے سرِ مبارک سے سیاہ دستار اتار کر عطا فرمائی۔[1]

موت کے بعد بیعت

حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ کی ایک کرامت نقل کرتے ہوئے قاضی ارتضا علی صفوی گوپاموی (۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۴ء) فوائد سعدیہ میں لکھتے ہیں:
ایک شخص سفر کی حالت میں فوت ہو گیا، لیکن اس کا سر ہل رہا تھا، کسی صورت سکون نہیں ہوتا تھا۔ اس کا تابوت دوران سفر جہاں بھی پہنچا وہاں کے علما و مشائخ سے اس عجیب و غریب واقعے کے بارے میں لوگوں نے پوچھا لیکن تشفی بخش جواب نہیں مل سکا۔ جب وہ لوگ لکھنؤ پہنچے تو حضرت قطب عالم مخدوم شاہ مینا قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا راز جاننا چاہا تو آپ نے جواب دیا کہ یہ شخص کسی کا مرید نہیں ہے، یہ کلاہ اور شجرہ طلب کر رہا ہے۔ پھر آپ نے اپنے سر مبارک سے کلاہ اتار کر اس کے سر پر رکھ دی اور شجرہ لکھ کر عنایت فرمایا کہ اس کے سینے پر رکھ دیں، جیسے ہی کلاہ اس مردے کے سر پہ پہنچی فوراً اس کے سر کی حرکت بند ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا سر بظاہر حرکت میں تھا لیکن باطنی حرکت تمام سروں میں ہوتی ہے، پیروں کی کلاہ کے بغیر چین و سکون نہیں ہے۔ (فوائد سعدیہ، ص:۱۲)

---

[1] ایضا

تعلیمات وارشادات

حضرت مخدوم شاہ مینا کی تعلیمات وارشادات ان کے مرید وخلیفہ مخدوم شیخ سعد الدین خیر آبادی (۹۲۲ھ / ۱۵۱۶ء) نے مجمع السلوک والفوائد (شرح رسالہ مکیہ) میں درج فرمائے ہیں اور اسی نسبت سے انہوں نے کتاب کا نام مجمع السلوک والفوائد رکھا ہے۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''میں نے جو نکات وفوائد اور اسرار ومعارف، مقتدائے زماں، پناہ جہاں، پیر دستگیر حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ کی زبان گہربار سے سنے تھے، انھیں رسالہ مکیہ کے سبق کے دوران مناسب مقام پر بیان کر دیتا اور قارئین و سامعین کے سامنے پیش کر دیتا، اس امید کے ساتھ کہ شاید صاحبان دین ویقین کی باتوں کی برکت سے دل میں سچی توبہ کی لگن پیدا ہو جائے اور جذبات الٰہی کا کوئی ایک جذبہ مولیٰ تعالیٰ کی طلب کی راہ پر گامزن کر دے۔''[۱]

اس طرح آپ کے ملفوظات کا یہ حسین مجموعہ شرح رسالہ مکیہ مجمع السلوک والفوائد کے ضمن میں تیار ہوا، بعد میں مجمع السلوک سے ہی اخذ کرکے آپ کے ملفوظات کے دو مجموعے مرتب ہوئے:

(۱) ملفوظات حضرت مخدوم شاہ مینا: مرتبہ میر سید محیی الدین بن حسین رضوی حسینی امیٹھوی، سنہ تالیف ۱۰۱۱ھ۔

---

[۱] مجمع السلوک، ۱/ ۹۷

(۲) **فوائد سعدیہ:** مؤلفہ افضل العلماء قاضی محمد ارتضا علی صفوی گوپاموی، سنہ تالیف ۱۲۴۲ھ۔

ذیل میں ہم آپ کے چند ملفوظات **مجمع السلوک** سے نقل کرتے ہیں:

پابندی شریعت کی تلقین: اگر کسی کو دیکھو کہ وہ پانی پر چلتا ہے، ہوا میں اڑتا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ حدود شریعت کا خیال نہیں رکھتا ہے اور ان میں کوتاہی کرتا ہے تو جان لو کہ وہ جادوگر، جھوٹا، گم راہ اور گم راہ گر ہے[۱]۔

صدق و اخلاص کی نصیحت: مرید کو چاہیے کہ اللہ کے علاوہ کسی کو اپنی نظر میں نہ لائے اور مخلوق اس کی تعریف کرتی ہے یا برائی اس سے بے فکر ہو کر جو بھی عمل کرے اچھی نیت اور صدق واخلاص کے ساتھ کرے، لوگوں کی باتوں سے اپنا دل گندہ نہ کرے اور ان کے نیک و بد کہنے کی پروانہ کرے؛ کیوں کہ لوگوں کی زبان سے بچنے کی کوئی راہ نہیں ہے[۲]۔

اللہ کے لیے محبت: اللہ تعالیٰ سے صرف اسی کی ذات کے لیے محبت رکھے، کوئی اور چیز طلب نہ کرے[۳]

مرید ہمہ تن گوش رہے: مرید کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ پیر کی باتوں کے انتظار میں دل سے حاضر رہے، تاکہ شیخ کے کلام کے فوائد سے محروم نہ رہے۔[۴]

شیخ کا دل آئینہ ہے: شیخ کا دل صیقل شدہ آئینے کی طرح ہے، اس پر اللہ تعالی کا فیض اترتا رہتا ہے، وہ ذات، صفات، اسما اور افعال کی تجلیات سے منور ہوتا

---

[۱] مجمع السلوک، ۱/ ۳۹۵، ۳۹۴
[۲] مجمع السلوک، ۱/ ۴۱۶
[۳] مجمع السلوک، ۱/ ۴۱۷
[۴] مجمع السلوک، ۲/ ۱۶۷

ہے اور اس طرح شیخ ہر لمحہ غیبی لطائف سے آراستہ ہوتا رہتا ہے۔ جب مرید صادق مکمل ارادت کے ساتھ اپنے دل کو ایسے آئینے کے سامنے لاتا ہے تو شیخ کا دل مرید کے دل پر عکس تجلی ڈالتا ہے اور تمام کمالات بغیر کسی کسب اور محنت ومشقت کے اس مرید کے دل میں اتر جاتے ہیں، شرط یہ ہے کہ اس کا دل غیر یت کی کدورت سے پاک اور طبیعت کے زنگ سے صاف ہو[1]۔

مولانا عمدہ بدایونی کا واقعہ: مولانا عمدہ بدایونی جو ایک صاحبِ علم اور عزت و حیثیت والے شخص تھے، حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کے زمانے میں سالہا سال تک سیاحت میں مشغول رہے۔ ایک دن عنایت ازلی شامل حال ہوئی اور سب کچھ ترک کرکے ملامت کی راہ اختیار کرلی۔ زنانہ لباس پہن کر ایک رخسار سیاہ اور دوسرا سرخ کرکے حضرت شیخ کی خدمت میں آئے اور ان کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے۔ کہنے لگے: مولانا نظام الدین! تم یہ کر سکتے ہو جو میں نے کیا ہے؟ ہمیشہ سجادۂ تکبر پر مسند رعونت لگائے بیٹھے رہتے ہو اور اپنے آپ کو طالبین وسالکین اور صادقین میں سے کہتے ہو! حضرت شیخ خاموش رہے یہاں تک کہ مولانا عمدہ نے دو تین بار یہی بات کہی اور پھر کہا: مولانا! جواب کیوں نہیں دیتے؟ حضرت شیخ نے فرمایا: جو کام تم نے کیا ہے وہ آسان ہے، یہ تو بیوہ عورتوں اور مخنثوں کا کام ہے۔ مردان الٰہی کا کام دوسرا ہے۔ مولانا عمدہ کو تعجب ہوا، پوچھا: وہ کام کیا ہے؟ حضرت شیخ نے جواب دیا کہ مردان الٰہی کا کام یہ ہے کہ وہ ہمیشہ درد عشق الٰہی میں جلتے رہتے ہیں، دل کی پاسبانی کرتے ہیں اور غیر کے خطرہ وخیال کو بھی اندر داخل نہیں ہونے دیتے[2]۔

---

(۱) مجمع السلوک، ۲/ ۱۵۰

(۲) مجمع السلوک، ۱/ ۲۰۲،۲۰۱

غلبۂ حال کی پیروی نہیں کی جائے گی: بعض جاہل؛ داڑھی منڈوانے کو ایک بزرگ کی پیروی سمجھتے ہیں جنہوں نے غلبۂ حال میں ایک دن کہا کہ یہ داڑھی میرے کس کام کی ہے، یہ کہہ کر انھوں نے اپنا ہاتھ داڑھی پر پھیرا اور تمام بالوں کو الگ کر کے زمین پر ڈال دیا۔ بعد میں بعض خدام اور احباب نے کہا کہ لوگ عیب لگا رہے ہیں کہ آپ نے سنت رسول کو ترک کر دیا ہے، آپ نے داڑھی منڈوالی ہے۔ انہوں نے کہا: میری داڑھی تو میرے چہرے پر موجود ہے، یہ کہہ کر انہوں نے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرا تو فوراً داڑھی جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی۔ پھر ایک دن انہوں نے غلبۂ حال میں کہا کہ یہ داڑھی میرے کس کام کی ہے؟ پھر انھوں نے اپنا ہاتھ داڑھی پر رکھا اور داڑھی کے سارے بال الگ کر کے زمین پر ڈال دیے۔ ان بزرگ کا یہ عمل داڑھی ترشوانا نہیں ہوا، اس طرح کے افعال جو کسی سے غلبۂ حال میں صادر ہوں ان کی پیروی نہیں کی جائے گی۔ [۱]

نذرونیاز لینا کب جائز ہے؟: صوفیہ کے لیے فتوحات اور نذر و نیاز لینا اس وقت جائز ہو گا جب وہ ہوائے نفس، کھانے، پینے اور پہننے کی خواہشات سے بالکلیہ باہر آجائیں اور مقام اخلاص جو نازک ترین مقام ہے وہاں تک ان کی ترقی اور رسائی ہو جائے، مدح وذم کی حیثیت ان کے نزدیک برابر ہو جائے بلکہ مذمت کی صورت میں وہ تعریف سے بھی زیادہ خوش رہیں، مال دار اور فقیر کو ایک نظر سے دیکھیں بلکہ صبر کرنے والے فقیر کا مرتبہ اللہ تعالی کے نزدیک سیکڑوں مال داروں سے زیادہ سمجھیں، مال داری اور جاہ و حشم کی طرف اپنے ظاہر و باطن سے توجہ نہ کریں، نذرو نیاز لانے والے کو ہر گز واسطہ نہ جانیں اور اس طرح ہو جائیں

---

[۱] مجمع السلوک، ۱/ ۳۶۶

کہ صرف حق تعالیٰ کو نظر میں رکھیں تاکہ جو بات کہیں حق تعالیٰ کی جانب سے کہیں، جو کچھ پکڑیں حق تعالیٰ کی جانب سے پکڑیں، جو کچھ تناول کریں حق تعالیٰ کی جانب سے تناول کریں اور جو کچھ لیں حق تعالیٰ کی طرف سے لیں[۱]۔

حسن ادب کی تاکید: نیک اعمال کے سبب بندہ جنت میں داخل ہوتا ہے اور حسن آداب کے سبب مالک جنت تک رسائی حاصل کرلیتا ہے۔ دیکھتے نہیں کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ عتاب میں گرفتار تھے لیکن پھر بھی انہوں نے ادب بجالاتے ہوئے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا (الاعراف:۲۳) (اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا) کہا تو مقبول بارگاہ الٰہی ہوگئے اور شرف وصال سے مشرف ہوگئے اور ابلیس لعین کے پاس اگرچہ نیکیاں تھیں، لیکن اس نے ادب ترک کردیا اور اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ (الاعراف: ۱۲) (میں آدم سے افضل ہوں) کا نعرہ لگایا تو وہ مردود ہوگیا[۲]۔

دنیا کی حقیقت: الدُّنْيَا وَاحَةٌ وَلَيْسَ فِيْهَا رَاحَةٌ (دنیا ایک گھروندا ہے جس میں سکون نہیں ہے۔[۳]

باوضو کھانا کھانے کی اہمیت: اگر کوئی شخص بے وضو کھانا کھاتا ہے یا پانی پیتا ہے تو شیطان اس کے ساتھ شریک ہوجاتا ہے اور یہ بات واضح ہے کہ جب شیطان کھانے میں شریک ہوجائے تو باطن کی پاکی اور قلب کی سلامتی کہاں سے حاصل ہوگی؟[۴]

---

[۱] مجمع السلوک، ۱/ ۲۸۴، ۲۸۳

[۲] مجمع السلوک، ۱/ ۳۷۴

[۳] مجمع السلوک، ۱/ ۴۶۰

[۴] مجمع السلوک، ۱/ ۴۷۵

طالبانِ مولی کے لیے علم کی اہمیت: بعض لوگوں نے ارشاد و تربیت میں طریقت کی مخالفت کا دروازہ کھول دیا ہے۔ وہ عمومی طور پر سلوک کی جانب توجہ کرنے والے ہر طالب علم کو ترکِ علم پر ابھارتے ہیں، وہ بے چارہ جو ابھی ابتدائی مرحلے میں ہے، اس کو نہ ابھی ابرار کا مقام حاصل ہوا اور نہ وہ سابقین و مقربین کے مرتبے پر فائز ہوا، اس کو ترکِ علم پر ابھارنا اس کے اوپر بھلائیوں کا دروازہ بند کر کے بطالت و بے کاری کی راہ کھولنا ہے۔ (۱)

محبت الٰہی کا مقام: رب تعالیٰ کی محبت تمام درجات میں سب سے بلند درجہ ہے۔ محبت الٰہی کو پانے کے بعد شوق و انس جیسے ثمرات محبت کے علاوہ کوئی حال نہیں ہے اور محبت سے پہلے کوئی مقام نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے پہلے توبہ، ورع، زہد جو بھی ہے وہ سب محبت کے مقدمات ہیں۔ (۲)

احتساب نفس: درویش کو سبزی فروش کی طرح ہونا چاہیے۔ سبزی فروش کی عادت یہ ہوتی ہے کہ وہ پورے دن سودا بیچنے میں مشغول رہتا ہے اور رات کو محاسبہ کرتا ہے اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ آج کچھ نفع ہوا یا نہیں؟ اگر نفع ہوتا ہے تو وہ خوش و خرم سو جاتا ہے، ورنہ رنجیدہ اور نادم ہوتا ہے بلکہ وہ اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ معمول سے کم کھانا کھائے۔ اسی طرح درویش کو بھی محاسبۂ نفس کرنا چاہیے کہ آج وظائف میں کچھ اضافہ ہوا یا نہیں، اگر اضافہ ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے، لیکن شرط یہ ہے کہ مغرور نہ ہو اور اگر اس میں کوئی کمی ہوئی تو رات میں اس کی تلافی کی کوشش کرے، بلکہ اس میں اضافہ کرنے کی کوشش کرے۔ (۳)

---

(۱) مجمع السلوک، ۲/ ۵۳

(۲) مجمع السلوک، ۲/ ۸۰

(۳) مجمع السلوک، ۲/ ۲۳۰

مخدوم شاہ مینا کے دو مرشدین

۱۔ حاجی الحرمین شیخ قوام الدین لکھنوی

حاجی الحرمین مخدوم شیخ قوام الدین لکھنوی، حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ کے پہلے مرشد و مربی ہیں، ان کے ہی آنگن میں مخدوم شاہ مینا نے آنکھیں کھولیں، زندگی کے ابتدائی دن گزارے اور روحانی فیضان سے مالامال ہوئے۔

فوائد سعدیہ میں حضرت قاضی ارتضا علی صفوی گوپاموی حضرت حاجی الحرمین کے تعارف میں لکھتے ہیں کہ:

> ”آپ قطب المشائخ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید اور سید السادات مخدوم جہانیاں قدس سرہ [1] کے خلیفہ تھے۔ مریدوں کی تربیت میں اعلیٰ شان رکھتے تھے۔ کئی سال تک حضرت مخدوم جہانیاں کی خدمت میں رہے، حرمین شریفین کی زیارت سے سرفراز ہوئے اور وہاں کے اکثر ہم زمانہ بزرگوں سے ملاقات کی۔ دمشق میں رسالہ مکیہ کے مصنف عارف باللہ علامہ قطب الدین دمشقی سے تلقین ذکر حاصل کیا۔“[2]

[1] مخدوم جہانیاں سید جلال الدین حسین بن مخدوم سید کبیر الدین احمد حسینی بخاری اچّی کی ولادت باسعادت ۱۵ شعبان ۷۰۷ھ / ۱۳۰۸ء میں ہوئی۔ آپ شیخ الاسلام رکن الدین ابوالفتح ملتانی قدس سرہ کے مرید اور اپنے والد ماجد، محترم چچا اور حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی سمیت کثیر تعداد میں اولیاے کرام سے اجازت و خلافت رکھتے تھے۔ حضرت شیخ عبد اللہ یافعی اور شیخ عفیف الدین عبد اللہ مطری قدس سرہما سے آپ کو خرقہ تبرک حاصل تھا، ان کے علاوہ دیگر بڑے مشائخ سے بھی آپ نے فیض حاصل کیا۔ آپ نے کثرت سے سفر کیا جس کی وجہ سے جہانیاں جہاں گشت سے آپ مشہور و معروف ہوئے۔ آپ کے خلفاء و مریدین میں اکابر روزگار کی ایک طویل فہرست ہے۔ ۱۰/ ذی الحجہ ۷۸۵ھ / ۱۳۸۴ء کو آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک ملتان کے پاس اُچہ میں مرجع خلائق ہے۔

[2] فوائد سعدیہ، ص:۴۔ تجرید؛ مخلوق اور دنیاوی آلائشوں سے دور رہنے کا نام ہے اور تفرید خودی سے بے تعلق ہونے کو کہتے ہیں۔ (سر دلبراں، ص ۱۱۲)

عظمت و بزرگی

حضرت قوام الدین لکھنوی نے علم ظاہر و باطن میں کمال رکھنے اور دوسروں کو مقام کمال تک پہنچانے صلاحیت رکھنے کے باوجود خود کو اکابر مشائخ کی صحبت و تربیت میں رکھا اور ریاضت و مجاہدہ سے وہ مقام حاصل کیا کہ ایک زمانے کے مرشد و رہنما ہوئے۔

خزانۂ جلالی[1] میں آپ کا ذکرِ خیر متعدد مقامات پر آیا ہے۔ آپ نے اپنے پیر خلافت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے طریقت سے متعلق ایک سوال کیا ہے، جس کے جواب میں تفصیلی خط حضرت مخدوم جہانیاں نے آپ کو روانہ فرمایا، وہ سوال اور خط دونوں خزانۂ جلالی میں محفوظ ہیں۔ نیز حضرت مخدوم نے جو خلافت نامہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر آپ کو عطا کیا تھا، وہ بھی اس میں درج ہے۔ مخدوم جہانیاں نے اس خلافت نامے کو ۲۴/ رجب ۷۶۸ھ بروز جمعہ [۲۷/ مارچ ۱۳۶۷ء] تحریر فرمایا ہے۔ آپ کو حضرت مخدوم شیخ سعد الدین خیر آبادی نے ''رئیس درویشان و محستبِ عارفان''، ''سلطان العارفین'' اور ''برہان السالکین'' جیسے القاب سے یاد فرمایا ہے۔

تلامذہ و مریدین

حضرت قوام الدین لکھنوی کے مریدین کی بڑی تعداد تھی، جن میں سلطان العارفین مخدوم شیخ سارنگ کا نام نامی علمی و روحانی اعتبار سے نہایت بلند ہے۔

---

[1] خزانۃ الفوائد الجلالیۃ، مخدوم جہانیاں سیدنا جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جو آپ کے خلیفہ شیخ بہاء الدین احمد بن یعقوب البتی کا جمع کردہ ہے۔ اس عظیم کتاب کا محقق متن اور اردو ترجمہ ان شاء اللہ جلد ہی شاہ صفی اکیڈمی سے شائع ہونے والا ہے۔

تصانیف

آپ نے تصوف و سلوک پر قیمتی تصنیفات یادگار چھوڑیں، ان میں سے تین کتابوں کا تذکرہ ملتا ہے: (۱) ارشاد المریدین، (۲) اساس الطریقۃ، (۳) معیار التصوف (عربی)

حضرت مخدوم شیخ سعد الدین خیر آبادی نے اپنی کتاب مجمع السلوک والفوائد میں آپ کی کتابوں سے بہت سی باتیں سند کے طور پر پیش کی ہیں اور بہت سے مقامات پر آپ کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔

تعلیمات

اس وقت حضرت مخدوم شیخ سعد الدین خیر آبادی کی مجمع السلوک والفوائد ہی ایسی سب سے قدیم کتاب ہے جس میں حضرت حاجی الحرمین خواجہ قوام الدین قدس سرہ کی تعلیمات وارشادات کو دیکھا جاسکتا ہے۔ اس میں جابجا آپ نے حضرت حاجی الحرمین قدس سرہ کے ملفوظات کہیں بلاواسطہ آپ کی کتابوں کے حوالے سے اور کہیں حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ کی روایت سے بیان فرمائے ہیں۔

ایک مقام پر آپ نے ارشاد فرمایا:

”درویشی کی کسوٹی اور اس کا معیار کتاب وسنت اور قابل اقتدا اسلاف کی سیرتیں ہیں، صرف اجازتوں کا ہونا اور متبرک مقام پر ہونا کافی نہیں کہ فلاں شخص فلاں بزرگ کی اولاد میں ہے اور فلاں اپنے آبا و اجداد کا جانشین ہے، اگر وہ اس مقام کے لائق نہ ہوتا تو اس کو جانشینی کا شرف حاصل نہ ہوتا! یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ انسان کا شرف اور اس کی بزرگی زمان ومکان سے نہیں، بلکہ تقویٰ سے ہے۔“[1]

---

(۱) مجمع السلوک، ج:۱ص:۳۹۴

۲۔ حضرت مخدوم شیخ سارنگ

(۷۳۵/ ۱۳۳۴ء-۸۵۵ھ / ۱۴۵۱ء)

حاجی الحرمین مخدوم شیخ قوام الدین عباسی قدس سرہ کے بعد ایک دوسری شخصیت جنہوں نے حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی قدس سرہ کی اخلاقی وروحانی تربیت کا کام انجام دیا اور ان کو زمانے کے لیے مرشد ورہنما بنایا ان کا نام نامی حضرت مخدوم شیخ سارنگ ہے۔

حضرت مخدوم شیخ سارنگ قدس سرہٗ فیروز شاہ تغلق کے امرامیں نہایت بلند عہدے پر فائز تھے۔ آپ کی بہن سلطان محمد بن فیروز شاہ کے نکاح میں تھیں، اس رشتے داری کی بنا پر بھی شاہی دربار میں آپ کا بہت اثر ورسوخ تھا۔ سبع سنابل میں حضرت میر عبد الواحد بلگرامی لکھتے ہیں:

> "۱۲ر ہزار سوار آپ کے ماتحت تھے۔ آپ بے حد فہم وفراست اور سوجھ بوجھ والے تھے۔"[1]

سارنگ پور نام کا شہر آپ ہی کا آباد کیا ہوا ہے۔ آپ کو ملک سارنگ کہا جاتا تھا۔ جس زمانے میں حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری اور آپ کے چھوٹے بھائی حضرت مخدوم سید صدر الدین ابوالفضل راجو قتال بخاری[2] دلی تشریف لائے تو بادشاہ کی طرف سے آپ ہی خدمت پر لگائے گئے۔ ان بزرگوں کی صحبت نے اطاعت الٰہی کا جذبہ اور محبّت حق کا شعلہ بھڑکا دیا۔ کچھ عرصے بعد

---

[1] سبع سنابل، ص:۳۷

[2] آپ کا نام سید صدرالدین محمد اور عرف راجو قتال ہے۔ آپ کی نگاہوں میں بڑی تاثیر تھی، آپ حضرت مخدوم سید کبیر الدین احمد قدس سرہ کے چھوٹے صاحبزادے اور مخدوم جہانیاں جہاں گشت جلال الحق بخاری قدس سرہ کے بھائی ہیں۔ آپ اپنے بھائی حضرت جہانیاں جہاں گشت کے خلیفہ وجانشین ہوئے۔ ۱۶ر جمادی الاخریٰ ۸۲۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک ملتان کے اوچھ میں مرجع خلائق ہے۔ (عین الولایت، ص:۸۶-۸۵)

آپ حضرت حاجی الحرمین قوام الدین عباسی کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ پھر ترک دنیا کرکے حرمین شریفین کی طرف روانہ ہوگئے اور ایک زمانے تک مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ میں مقیم رہے اور ریاضت و مجاہدہ میں زندگی گزاری، اس کے بعد بارگاہ رسول سے اجازت پاکر ہندوستان واپس تشریف لائے اور قصبہ ایرچ میں حضرت مخدوم شیخ یوسف ایرچی[1] کی بارگاہ میں حاضر ہوکر سلوک کی کتابوں کا درس لیا، تلقین ذکر حاصل کی اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔

حضرت مخدوم شیخ سعد الدین خیر آبادی مجمع السلوک میں لکھتے ہیں:

> ”سلطان العارفین شیخ سارنگ قدس سرہ کو نسبتِ ارادت حضرت مخدوم شاہ قوام الدین عباسی لکھنوی سے اور خلافت حضرت مخدوم سید راجو قتال بخاری سے حاصل تھی۔ آپ ہمیشہ ان دونوں بزرگوں کے اقوال و افعال کی پیروی کرتے اور ان کی پیروی میں ذرہ برابر کمی نہیں کرتے۔“[2]

حضرت مخدوم شیخ سارنگ قدس سرہٗ نے مختلف بزرگوں سے فیض پایا۔ آپ کو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ (وصال: ۷۸۵ھ) سے شرف ملاقات حاصل تھا۔ جس زمانے میں آپ بادشاہ کے دربار سے وابستہ تھے اسی زمانے میں حاجی الحرمین مخدوم قوام الدین لکھنوی سے مرید ہوئے اور تلقینِ ذکر حاصل کیا، اس کی

---

(۱) حضرت مخدوم یوسف ایرچی کا خطاب مقتول العشق ہے۔ آپ خواجہ اختیار الدین عمر ایرچی کے مرید و خلیفہ تھے۔ نیز مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری کی صحبت اور اجازت و خلافت سے بھی سرفراز تھے۔ امام غزالی کی منہاج العابدین کا فارسی ترجمہ آپ نے کیا۔ شعر بھی خوب کہا کرتے تھے۔ آپ کی خانقاہ میں محفل سماع منعقد تھی صوفیہ پر وجد طاری تھا، اچانک آپ پر زبردست حال طاری ہوا اور اسی عالم میں اس دنیا سے چھٹکارا پاکر عالم لاہوت کی طرف آپ کی روح پرواز کرگئی۔ یہ واقعہ ۸۳۴ھ میں پیش آیا۔ (گلزار ابرار، ص ۱۲۷؛ نزہۃ الخواطر: ۱/ ۲۸۶)

(۲) مجمع السلوک: ۱/ ۱۶۵

برکتوں سے آپ کو حق تعالیٰ کی رحمتیں حاصل ہوئیں اور آپ نے تمام دولت و حشمت اور جاہ وجلال کو یکبارگی ترک کردیا اور اہل وعیال کے ساتھ حرمین شریفین کا سفر کیا۔ بعد میں حضرت مخدوم سید صدرالدین ابوالفضل محمد راجو قتال قدس سرہٗ سے اجازت وخلافت حاصل ہوئی۔

حضرت مخدوم جہانیاں جلال الدین بخاری قدس سرہٗ کو مختلف سلاسل میں اجازت و خلافت تھی۔ آپ نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت مخدوم سید ابوالفضل صدر الدین محمد راجو قتال، حاجی الحرمین قوام الدین بن ظہیر الدین عباسی لکھنوی اور حضرت سید یوسف ایرچی کو ان تمام سلاسل کی اجازت عطا فرمائی۔ ان تمام سلاسل کی اجازت و خلافت حضرت مخدوم شیخ سارنگ قدس سرہ کے واسطے سے سلسلہ مینائیہ صفویہ میں آج بھی جاری ہے۔

خلفا

آپ نے صرف دو حضرات کو خلافت دی: مخدوم شاہ مینا لکھنوی اور مخدوم شیخ حسام الدین صوفی (۱)۔ ان میں خاص طور سے اللہ تعالی نے قطب اودھ حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ کے فیضان سے بالعموم ہندوستانیوں کو اور بالخصوص اودھ کے باشندوں کو مالامال فرمایا۔

سفرآخرت

آپ نے ۱۲۰ر سال کی عمر میں ۱۶ر یا ۱۷ر شوال ۸۵۵ھ مطابق ۱۱ر نومبر ۱۴۵۱ء کو سفر آخرت فرمایا۔ (۲) لکھنؤ سے تقریباً ۴۰ر کیلو میٹر دور مجھگواں شریف ضلع بارہ بنکی میں آپ کا مزار پر انوار واقع ہے، دور دراز علاقے سے لوگ زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔

---

(۱) مجمع السلوک، ج ۱، ص: ۱۶۱

(۲) فوائد سعدیہ، ص: ۸؛ عین الولایت، ص: ۶۲

وصال

قطب العالم مخدوم شاہ مینا قدس سرہٗ کا وصال ۲۳؍ صفر ۸۸۴ھ / ۱۶؍ مئی ۱۴۷۹ء کو ہوا۔ [۱] آپ کا مزار مبارک لکھنؤ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ کسی بزرگ نے کہا ہے؎

ہر کہ خواہد چشم را بینا کند
سرمۂ خاکِ درِ مینا کند

(جو اپنی آنکھوں کو پر نور بنانا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ شیخ مینا کے در کی خاک کا سرمہ اپنی آنکھوں میں لگائے۔)

آپ نے صرف دو حضرات کو خلافت دی تھی، مخدوم شیخ قطب الدین لکھنوی (برادرزادہ و جانشین) اور مخدوم شیخ سعد الدین خیر آبادی [۲]۔

مولی تعالیٰ حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ کی تعلیمات پر ہمیں عمل کی توفیق بخشے اور ان کے روحانی فیضان سے ہم سب کو خوب خوب حصہ عطا فرمائے، آمین یارب العالمین۔

❁❁❁

[۱] مجمع السلوک، ص: ۳۔ بعض متاخر تذکرہ نگار مثلاً میر آزاد بلگرامی رحمہ اللہ، مفتی غلام سرور لاہوری اور مولانا سید عبد الحی حسنی رائے بریلوی وغیرہما سے آپ کی تاریخ وفات نقل کرنے میں تسامح ہوا ہے۔
[۲] مجمع السلوک، ج:۱، ص:۱۶۱